

THE REAL STATUS OF WOMEN

صنفِ نازک کا اصل مقام – URDU

(مضمون - Essay)

Ishfaq Parwaz

Independent Writer, Jammu and Kashmir

ABSTRACT

In this essay, the author expresses discontentment over the mistreatment of women. In a men-dominated society, women face many injustices; they often get deprived of their basic rights such as access to good education, equal role in relationships, ability to choose their own way in a manner that is consistent with their physiological and psychological needs. The ill-trends in the society either lead them to become earning machines or a source of satisfaction for the opposite gender. This injustice is against the very Islamic traditions and injunctions. Women should accordingly be set free from this occupation, which often comes in the disguise of freedom, and they should be allowed to choose what is in their best interest and in the interest of society as whole.

صنفِ نازک کا اصل مقام ---

انسانی زندگی کا سب سے بڑا اور پیچیدہ مسئلہ یہ رہا ہے کہ معاشرے میں عورت کے معاملے میں نقطہء عدل کیا ہو سکتا ہے؟ مرد کے ساتھ اس کے تعاون کی سبیل اور نہ صرف باہمی اشتراک کا تعین بلکہ معاشرے میں عورت کا مقام اور دائرہ کار کیا ہو سکتا ہے؟ یہ وہ سوال ہیں جن کو حل کرنے کے لیے قدیم زمانے سے لیکر آج تک دنیا کے حکماء و علماء ہمیشہ پریشان و فکر مند رہے ہیں۔ کیونکہ یہی نقطہء عدل، تمدن کا سنگ بنیاد ہے۔ اور اس کے صحیح و متوازن حل پر پورے انسانی معاشرے کی فلاح و ترقی کا انحصار ہے۔

کوئی تحریک اور کوئی انقلاب اس وقت تک کامیاب نہیں قرار دیا جاسکتا جب تک وہ اس اہم مسئلہ کی نوعیت کو سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اس کا حل نہ پیش کرے۔ اور پھر یہ حل صرف نظری حیثیت سے کاغذی قسم کا نہ ہو۔ اور نہ ہی تحریک نسواں کی طرح بلند بانگ دعوے اور فریب نظری صورت میں ہو۔ نقطہء عدل ہو سکتا ہے تو یہ کہ۔۔۔ ایک طرف عورت کو اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے نشو و نما کا پورا پورا موقع ملے۔ معاشرے میں اس کے پورے حقوق اُسے حاصل رہیں۔ بحیثیت عورت عزت و شرف کے اعلیٰ مدارج اسے حاصل ہوں اور اسے اس قابل بنایا جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ صلاحیتوں کے ساتھ انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی و تعمیر میں اپنا حصہ ادا کر سکے۔ اور دوسری طرف اسے اخلاقی بحران اور تنزل کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے۔ اس کی قوتوں اور صلاحیتوں کو غلط مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

اس عدل کو دنیا صدیوں سے تلاش کرتی رہی ہے۔ مگر کبھی ایک انتہا کی طرف لڑھک جاتی ہے تو انسانیت کے پورے نصف جز کو بیکار و مفلوج بنا کر رکھ دیتی ہے۔ کبھی دوسری انتہا کی طرف جاتی ہے تو دونوں حصوں کو باہم مخلوط کر کے تمدن کی کل میں فساد برپا کر دیتی ہے۔ عورت ہزاروں سال اس افراط و تفریط کے درمیان مثل تنکا گردش کر رہی ہے۔ اس کی روح زخمی، بدن چور چور اور احساسات مجروح ہو گئے ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے اظہر من الشمس

ہے کہ ایک طرف عورت داسی بنائی جاتی ہے، مرد اس کا پتی دیو، سوامی اور معبود بنتا ہے۔ اس کو بچپن میں باپ کی، جوانی میں شوہر کی اور بڑھاپے میں اولاد کی مملو کہ بن کر رہنا پڑتا ہے۔ کبھی اُسے شوہر کی چتا پر بھیٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ کبھی وہ اپنی پسند اور رضا کے بغیر کسی جابر مرد کے حوالے کی جاتی ہے اور زندگی کی آخری سانس تک اُس کے خونی پنجے سے اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکتی۔ دوسری طرف اسی عورت پر جب مہر و محبت کی نگاہ کی جاتی ہے تو اسے سفلی خواہشات کا خوبصورت کھلونا بنادیا جاتا ہے۔

عورت جو اپنے مقام سے ناواقف ہے، تمام تر آزادی کے باوجود معاش کے لیے مرد کی دست نگر ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف معاش مردوں سے لیتی ہے بلکہ قانونِ حیات بھی مردوں سے حاصل کرتی ہے اور نتیجتاً مردوں کو خوش اور راضی رکھنا ہی عورتوں کا مقصد بن گیا ہے۔ جبکہ عورت آزاد پیدا کی گئی ہے، اس کا ذہن کسی کے پاس رہن نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اسے غور و فکر اور عمل کی آزادی دی گئی ہے۔ مختلف تحریکات و ترقی پسند و جاہلانہ برتاؤ نے آج عورت کو حواس باختہ کر دیا ہے اور غاصب قوتوں اور سماجی شکنجے میں اسے اس طرح جکڑ دیا گیا کہ مرعوبیت اور دہشت زدگی کی وجہ سے اسکی فطرت منحنی ہو کر رہ گئی ہے۔

موجودہ سوسائٹی کی عورت اپنی سوسائٹی کی اکدار سے مرعوب و مجبور ہو کر مادی تہذیب کو اپنائی جا رہی ہے۔ موجودہ تعلیم و تربیت اور معاشرتی ڈھانچہ عورت کو اس کے طبعی کمال تک پہنچانے کے بجائے اسے اپنی فطرت سے بغاوت کے لئے اکسار ہے ہیں اور عورت منزلی دائرے سے نکل کر بڑی سرعت کے ساتھ مرد کے میدانِ کار کی طرف بڑھ رہی ہے¹۔ ستم ظریفی سے نظامِ تعلیم عورتوں کی ایسی تربیت کر رہا ہے کہ عورت مرد کے مساوی بن جائے، یہاں تک کہ دونوں میں جنسی فرق کے علاوہ کوئی فرق باقی نہ رہے۔ ایسی ہر کوشش عورت کو کسبِ معاش کے قابل اور مشین کا ایک پرزہ بنانا چاہتی ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مساواتِ مرد و زن کا نظریہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مساوات کے معنی یہ لئے گئے ہیں کہ عورت اور مرد نہ صرف انسانی حقوق میں مساوی ہوں بلکہ تمدنی زندگی میں بھی عورت وہی کام کرے جو مرد کرتے ہیں۔ مساوات کے اس غلط تخیل نے عورت کو اس کے فطری وظائف سے منحرف کر دیا ہے۔ اگر یہ بھی کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ مساوات کے اس غلط تخیل نے عورت کی پوری شخصیت کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔ کیونکہ علم الحیات Biology کی تحقیقات سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ عورت اپنی شکل و ہیئت اور ظاہری اعضاء سے لیکر جسم کے ذرات تک مرد سے ہر چیز میں مختلف ہے²۔ فزیالوجی اور سائیکولوجی کی تشریح اور تحقیق اس پر یہ اضافہ

¹ اسلامِ ضواتین کے حصولِ معاش کو معیوب نہیں سمجھتا بشرطیکہ وہ شریعت کے مقرر کردہ تقاضوں کے مطابق ہو۔ گو کہ عورت کی زیادہ توجہ کے حقدار اسکے بچے، اس کا شوہر اور گھر ہیں، عورت معاشی تنگی اور ضروریاتِ زندگی کے حصول میں مشکلات کی صورت میں عورت حصولِ معاش کی استدعا کر سکتی ہے۔ اس حوالے سے طریقہء حصولِ معاش کا عورت کے طبعی و فکری پہلوؤں سے ہم آہنگ ہونا ایک اہم امر ہے (جیسا کہ چنگ، نرسنگ، یا میڈیکل وغیرہ)۔

ریفرنس:

المنجد (2016). خواتین کا گھر سے باہر کام کرنا. 19 اکتوبر 2016 کو مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے حاصل کیا گیا:
https://islamqa.info/en/106815

² آسٹریلیین میڈیو آف سٹینڈنگس کا مندرجہ ذیل ڈاکٹر دوں اور خواتین کے طبعی فرق اور اس کے ان کے منتخب کردہ ذریعہء معاش پر اثر کو واضح کرتا ہے۔ مردوں کی اکثریت جسمانی محنت والے کام سر انجام دیتی ہے جبکہ خواتین کی اکثریت ایڈمنسٹریٹو اور کمیونٹی سروس کے کاموں میں زیادہ مشغول رہتی ہے۔

کرتی ہے کہ مرد جسمانی و عقلی لحاظ سے قدرتی طور پر عورت سے مختلف ہے³۔ اور جس وقت رحم مادر میں بچے کے اندر sex formation واقع ہوتا ہے اُسی وقت دونوں صنفوں کی ساخت بالکل مختلف صورت میں نشوونما پاتی ہے۔ یہ وہ تقسیم ہے جو خود فطرت نے مرد اور عورت کے اندر رکھی ہے۔ اور حیاتیات، نفسیات، عضویات اور عمرانیات کے تمام تجرباتی علوم اس تقسیم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہی حکیمانہ قانونِ زوجی ہے جو ہمیں پوری

Workforce participation by gender, full-time/part-time status and occupation

Occupation	Female			Male		
	Full-time (%)	Part-time (%)	Total (%)	Full-time (%)	Part-time (%)	Total (%)
Clerical and Administrative Workers	42.6	31.8	74.4	21.5	4.1	25.6
Community and Personal Service Workers	26.1	42.0	68.1	20.1	11.8	31.9
Sales Workers	20.1	40.3	60.4	24.0	15.6	39.6
Professionals	34.3	19.0	53.3	40.5	6.2	46.7
Managers	28.2	7.8	36.0	59.7	4.3	64.0
Labourers	11.0	23.2	34.2	42.3	23.5	65.8
Technicians and Trades Workers	8.2	6.1	14.3	78.4	7.3	85.7
Machinery Operators And Drivers	6.6	3.2	9.8	79.0	11.2	90.2
Total employees	24.7	21.1	45.8	45.0	9.2	54.2

Source: ABS (2015) *Labour Force, Australia, Detailed, Quarterly, Feb 2015*, cat. no. 6291.0.55.003, viewed 8 April 2015, <http://www.abs.gov.au/ausstats/abs@.nsf/mf/6291.0.55.003>

³ اس بات کو شیخ صالح العثیمین نے نہایت خوبصورت انداز میں واضح فرمادیا ہے۔ آپ کے مطابق مسئلہ کی اصل وجہ لفظ برابری ہے۔ اس لفظ کے مطابق مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے اور دونوں کی ذمہ داریاں، حقوق و فرائض یکساں ہیں۔ اس بنیاد پر عورتوں کو اس مشقت اور تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے کہ جس کی وہ متحمل نہیں ہوتیں۔ اس کے برعکس اگر "عدل" اور "انصاف" کے الفاظ و معانی کا استعمال کیا جائے تو سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہر کسی کو اس کا وہ حق ماننا چاہیے کہ جس کا وہ حقدار ہے۔ اس طرح سے مرد اور عورتوں کے حقوق و فرائض اس طرح سے طے پا سکتے ہیں کہ کسی ایک پر بھی ضرورت سے زیادہ بھجوں نہ پڑے۔

یہ امر مختلف مذاہب میں یکساں طور پر تسلیم کی جاتا ہے۔

مثلاً، بنیورسل لائف چرچ بھی بات اس طرح بیان کرتا ہے:

Just because two people are equal does not mean they are the same. Let's take men and women, for example. No matter how you look at it, men and women are inherently different. Women can give birth to children while men cannot. In general, men are physically stronger and taller than women. Men's and emotions in separate ways – giving each sex -women's brains are even different, processing thoughts and a different advantage.

Universal Life Church Monastery (2016). Are Men and Women Equal? Retrieved on October 19, 2016 from: <https://www.themonastery.org/blog/2016/04/are-men-and-women-equal/#qqk43XS5uDdcTpQw.99>

اسی طرح یہودی نقطہء نظر کے مطابق:

Men are physically stronger. By nature, they are usually more aggressive and externally oriented. In contrast, a woman usually embodies the ideal of inner dignity. Some people confuse such subtlety with weakness; in truth, it is stronger than the most aggressive physical force imaginable. True human dignity does not shout; it is a strong, steady voice that speaks from within. The nature of a woman, while subtle, is not weak. And the nature of a man, while aggressive, is not brutish. For man and woman to be The answer is not for men and women to try to be alike. complete, they must each possess both energies. All men and women must be themselves, realizing that G-d has given each of us unique abilities with which to pursue our goals, and that our primary responsibility is to take full advantage of those abilities.

Jacobson, S. (2004). Toward a Meaningful Life, New Edition: The Wisdom of the Rebbe Menachem Mendel Schneerson. NY: William Morrow Paperbacks

کائنات میں کارفرما نظر آتا ہے۔ اس کارگاہِ عالم کی ایک ایک شے میں گہری تحقیقی نظر ڈالیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک شے میں فعل ہے تو دوسری شے میں قبول و انفعال ہے۔ ایک شے میں اثر انداز ہونے کی قوت ہے تو دوسری شے میں اثر قبول کرنے کی خاصیت موجود ہے۔

مرد اور عورت دو الگ الگ کامل نہیں ہیں بلکہ دونوں کو ملا کر فردِ کامل بننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تو اب دو ایسی چیزوں میں جو ہر ایک دوسرے کی محتاج ہے، مساوات کی حد مقرر کرنے پر بات آگے بڑھانا ایک بے معنی بحث ہے۔ جو دو عنصر ایک شے ہونے کے لیے پیدا کی گئی ہوں ان کو الگ الگ بجائے خود مستقل بنانا غلط ہے۔ عورت اور مرد اپنے اپنے دائرے میں درجہء کمال تک پہنچ سکتے ہیں اور اس لحاظ سے دونوں میں بالکل مساوات ہے۔ لیکن دونوں کو ایک دوسرے کے بدل بنانا کبھی بھی ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ قانونِ فطرت کے بالکل خلاف ہے جس کو بدلنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

موجودہ تہذیب مادی سہاروں کے بل بوتے پر عورت کو مرد کے دائرے کے لئے تیار کر رہی ہے۔ اس کوششِ ناتمام میں عورت پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور وہ اپنے فطری کمال تک پہنچنے کے بجائے مرد کے ہاتھوں کا کھلونا بن گئی ہے اور معاشرہ میں فساد پیدا ہو گیا ہے۔ مادہ پرست خود غرض مرد جو اپنے سفلی جذبات کی تسکین اور اپنی جیبوں کو بھرنا چاہتے ہیں وہ ان ناپاک مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے عورت کا بے دریغ استحصال کر رہے ہیں۔ انہیں عورت کی عزت، صحت اور ضعیف وجود سے ذرا بھی ہمدردی نہیں ہے۔ لیکن اب فیصلہ عورت کو خود کرنا ہے کہ علوم جدیدہ سے آراستہ ہو کر فطرت اور عقل کی روشنی میں کون سی راہِ عمل وہ اپنے لیے منتخب کرتی ہے۔ اسلام نے عورت کے لیے جو ہدایتیں دی ہیں وہ فطرتِ نسوانی سے پوری طرح مطابق و موافق ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے ذریعہ مسلم خاتون اپنے طبعی حدود میں رہ کر اعلیٰ درجہ کی کامل و اکمل عورت بن سکتی ہے۔

عورت کو قدرت نے اپنے دائرہ کار میں مکمل آزادی بخشی ہے۔ عورت کا حق ہے کہ وہ اس معتدل آزادی کو حاصل کرنے کے لیے ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرے۔ مگر اس ہتھیار سے نہیں جو اس کے دوستِ نمادِ شمن اُسے دکھا رہے ہیں۔ ایسے ہتھیار کا استعمال اس کے استحکام کا نہیں بلکہ استحصال کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ عورت کا بہترین ہتھیار یہ ہے کہ وہ اپنے فرضِ منصبی کی ذمہ داریوں سے واقف ہو اور معاشرے کا رخ موڑ دے۔ یہی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے عورت اپنا وقار حاصل کر سکتی ہے۔